

کتب خانہ فاضلیہ کے چند نوادر

== اختر راہی ==

ٹیکسلا کے شمال اور شمال مغرب میں دریائے ہرود بہتا ہے جس کے پانی سے کناروں پر آباد دیہات میں آبپاشی کی جاتی ہے۔ ٹیکسلا سے حسن ابدال تک کا علاقہ ”پنج کٹھ“ کہلاتا ہے یعنی وہ علاقہ جو دریائے ہرود کے پانچ نالوں سے سیراب ہوتا ہے۔ ”کٹھ“ مقامی زبان میں مصنوعی نالے کے لئے مستعمل ہے۔

’پنج کٹھ‘ زمانہ قدیم سے علماء و صوفیاء کا مرکز رہا ہے۔ اس علاقہ کی شادابی اور حسن فطرت کی فراوانی نے اہل اللہ کو یہاں سکونت پذیر ہونے پر مجبور کیا۔ ان ہی دیہات میں ایک گڑھی افغانان ہے۔ یہ گاؤں ٹیکسلا سے چار میل شمال مغرب اور حسن ابدال سے تقریباً پانچ میل شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔

گڑھی افغانان میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی (م ۱۲۶۷ھ) کے خلیفہ خواجہ محمد ناضل شاہ (۱۲۹۰ھ) کا قیام تھا۔ وہ اصلاً میرپور (آزاد کشمیر) کے رہنے والے تھے مگر اصلاح معاشرہ اور تبلیغ کی خاطر اس علاقے میں آ رہے تھے۔ اُن کا وصال ۱۲۹۰ھ میں ہوا۔ موصوف بلند پایہ عالم دین اور صوفی تھے۔ ملا اخوند صاحب سوات (م ۱۲۹۵ھ) سے ان کے مناظروں کا ذکر ملتا ہے۔ اُس زمانے میں ملا اخوند بعض مسائل میں انفرادیت رکھتے تھے اُن کے خیال میں تمباکو اور نسوار کا استعمال حرام تھا۔ جن زمینوں میں یہ فصل کاشت ہوتی تھی اُن سے کوئی دوسری فصل حاصل کرنا بھی ناجائز تھا۔ اس لئے تمباکو کی حالت و حرمت کے مسئلے پر بھی بکثرت تصنیف و تالیف ہوئی خواجہ محمد ناضل شاہ مرحوم کا اسی موضوع پر اُن سے بحث مباحثہ ہوتا تھا۔

خواجہ محمد فاضل شاہ مرحوم کی یادگار کتاب خانہ فاضلیہ ہے۔ جسے اُن کے جانشینوں نے علمی خزانہ بنادیا ہے۔ خواجہ مرحوم کے جانشین خواجہ محمد عبداللہ صاحب تھے۔ ان کی زندگی میں کتابخانہ میں خاطر خواہ کتابوں کا اضافہ ہوا۔ مرحوم کو قلمی کتابوں سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ وہ بڑی سے بڑی قیمت ادا کر کے بھی کتاب حاصل کر لیتے تھے۔ ان کے عقیدت مند اپنے پیرومرشد کو کتابیں ہی تحفہ پیش کرتے تھے۔ کیوں کہ ان کی نظر میں سب سے بڑی نعمت کتاب ہی تھی۔

خواجہ محمد عبداللہ صاحب کے بعد موجودہ سجادہ نشین خواجہ محمد اعظم شاہ صاحب کے والد خواجہ محمد اکرم صاحب نے مسند کو رونق دی۔ انہوں نے بھی کتاب خانہ کو جواہر سے بھرا اور اپنی یادگاریں چھوڑیں۔ موجودہ سجادہ نشین خواجہ محمد اعظم صاحب بھی کتابیں خریدتے رہتے ہیں۔ تاہم قلمی کتب کا ذخیرہ ان کے آباء و اجداد ہی کا فراہم کردہ ہے۔ موصوف بلند پایہ فقیہ اور عالم دین ہیں۔ سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

کتب خانہ فاضلیہ کی بنیاد رکھے تقریباً ایک صدی بیت چکی ہے۔ مسجد اور مقبرہ حضرت فاضل شاہؒ کے درمیان کتب خانہ کی پختہ عمارت ہے۔ کتابیں دیواری الماریوں اور دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے تختوں پر رکھی گئی ہیں۔ یوں تو کتابوں کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے تاہم دور جدید کے تقاضوں کے پیش نظر انتظامات ناقص ہیں۔

کتب خانہ کی فہرست فن کے اعتبار سے تیار کی گئی ہے۔ خطی اور مطبوعہ کتابوں کی تعداد ۱۴۵۰ ہے۔ خطی نسخے تقریباً دو سو ہیں۔ راقم نے اس گنج گراں مایہ کی مجمل فہرست "مجلس نوادرات علمیہ اٹک" کے لئے ترتیب دی ہے۔ جو زیر طبع ہے۔

اس مختصر مقالہ میں فارسی مخطوطات میں سے چند نوادر کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ قرآن مجید (فارسی)

یہ نسخہ قرآن مجید کے درمیانی دس پاؤں پر مشتمل ہے۔ اوڈنگ زیب عالم گیر دم ۱۱۱۸ھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بتایا جاتا ہے۔ آغاز میں دو مہریں ثبت ہیں جن میں سے ایک سید علی بادشاہ

عالم گیر ۱۰۸۶ھ پڑھی جاتی ہے اور دوسری میں سال ۱۰۹۵ھ درج ہے۔

ترجمہ مروجہ فارسی تراجم سے مختلف ہے۔ دثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ اورنگزیب عالم گیر ہی نے یہ نسخہ لکھا تھا۔ تاہم اتنا یقینی ہے کہ ان کے کتب خانے کی زینت رہ چکا ہے ممکن ہے ان کے استاد "سید علی الحسینی جواہر رقم" کا مکتوبہ ہو۔

متن قرآن مجید حلی قلم سے دیدہ زیب خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ اور بین السطور خط نستعلیق میں ترجمہ درج ہے۔

البحر المواج والسرّاج الوھاج

ملک العلماء، قاضی شہاب الدین دولت آبادی (م ۲۵ رجب ۱۲۸۶ھ / ۱۸۴۵ء) کی مشہور تفسیر قرآن ہے۔ سلطان شمس الدین ابوالمظفر ابراہیم شاہ کے عہد (۸۰۳ھ - ۸۴۲ھ) میں لکھی گئی تھی اور ابراہیم شاہ کے نام معنون ہے۔

مکمل تفسیر نا حال طبع نہیں ہوئی صرف چار ابتدائی سورتیں طبع ہوئی ہیں۔ تفسیر البحر المواج و السراج الوھاج " (بحر مواج) کے مخطوطات دنیا کی اکثر لائبریریوں میں موجود ہیں مگر کسی معروف کتب خانے میں مکمل نسخہ نہیں ہے۔

پنجاب یونیورسٹی ذخیرہ شیرانی میں پہلی دو جلدیں ہیں (رک ۱) فہرست مخطوطات شیرانی۔ جلد اول ص ۱)۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں سورہ الحمد سے سورہ توبہ اور سورہ ص سے سورہ الاناس تک موجود ہے (باب المعارف العلمیہ - ج اول)۔

ابتدائی آٹھ پاروں پر مشتمل ایک نسخہ قاضی اللہ بخش قریشی ساکن جلال پور ہیر والا کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ (رک ۱) نمائش نوادرات و مخطوطات جشن ملتان)۔

بیردن پاکستان انڈیا آفس لائبریری لندن، بانکی پور پٹنہ اور ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ میں نامکمل نسخے ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری میں سورہ الحمد سے سورہ کہف تک کا حصہ ہے۔ سورہ مریم سے سورہ الاناس تک کے اجزاء ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی شعبہ تاریخ کے استاد اور مشہور محقق جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب نے بڑی تنگ و دو کے بعد دونوں جگہوں سے دونوں حصوں کی مائیکروفلیس لی ہیں۔ پاکستان بھر میں غالباً مکمل نسخہ کی ایک ہی فلم ہے جو پروفیسر موصوف کے پاس ہے۔

یہ تفسیر کتب خانہ فاضلیہ میں تین جلدوں میں موجود ہے۔ چند اوراق افتادہ ہیں۔ نسخہ نہایت خوشخط اور صاف ہے۔ نام کاتب اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ البتہ تیسری جلد کے آخر میں ایک مہر "شہر خان ولد فتح خان ۱۲۰۰ھ" پڑھی جاتی ہے۔

تفسیر سورۃ یوسف

مولانا معین الدین ہمدانی المعروف بہ معین المسکین (م ۹۰۷ھ/ ۲ - ۱۵۰۱ء) کی تفسیر "حقائق المحتائق فی کشف الدقائق" خاصی مشہور ہے۔ اس تفسیر سے ماخوذ سورۃ فاتحہ کی تفسیر ۱۰ اسرار الفاتحہ "جدا ہے۔ مؤلف نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی تفسیر کے بعد احباب کے تقاضا پر آل عمران کے بجائے سورۃ یوسف کی زیر نظر تفسیر لکھی۔

کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ ۲۴ x ۱۸/۵ سم کی تقطیع پر کرم خوردہ، پیوند شدہ، مجروح العیارت اور خاصاً پُرانا نسخہ ہے۔ کاغذ سے تقریباً دسویں صدی کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ کتاب کا زیادہ حصہ خط نستعلیق میں ہے۔ آخری حصہ خط نسخ میں کتابت کیا گیا ہے۔ آخر میں ایک مہر ثبت ہے۔

المرآة فی شرح اسماء المشکوٰۃ

فارسی زبان میں مشکوٰۃ المصابیح کے اسماء الرجال الا ماکن "پر نادر الوجود تصنیف ہے۔ اس کی تالیف سے مؤلف نھر اللہ بن عبدالسلام اٹلی اور خردی الحمر ۱۱۲۶ھ میں فارغ ہوا۔ افسوس کہ نھر اللہ بن عبدالسلام اٹلی کے حالات زندگی دستیاب نہیں ہیں۔

مؤلف نے کتاب ۱۱۲۶ھ میں لکھ دی تھی مگر مبیفضہ بنانے میں تقریباً ڈیڑھ سال لگ گیا۔

موجودہ نسخہ ۱۱۴۷ھ کا کتاب شدہ ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

یہ نسخہ بڑی تقطیع پر خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ اعلام اور فصول کا آغاز سرخی سے لکھا گیا ہے۔ آغاز میں مولف نے سبب تالیف و ترتیب اور اپنے مانعہ و پر روشنی ڈالی ہے۔ مولف نے اشعۃ اللغات (شیخ عبدالحق محدث دہلوی)، مرقاۃ (ملا علی قاری)، توشیح علی صحیح البخاری (سیوطی)، شرح شمائل اور علامۃ الطیبی وغیرہ سے اکتساب کیا ہے۔

اسمار مشکوٰۃ کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اختتام کتاب پر مولف نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مولف سے کتاب لے کر مطالعہ کی اور ان کا چہرہ متبسم تھا۔ اس واقعہ کو مولف نے تفصیل سے لکھا ہے۔

کتاب ایک مناجاتی نظم پر ختم ہوتی ہے۔ چند آخری اشعار درج ذیل ہیں :

ز بحر رحمت حق نم ترا بس
نگاہی سید عالم ترا بس
الہی تا زمین و آسمان است
عناصر را بیک دیگر قرآن است
سلام تو بر رحمتہای بے حد
بود نازل بر روح پاک احمد
و بر اولاد و اصحابش گرامی
و بر اتباع دین او متامی

تیسیر القاری شرح صحیح البخاری

جلد اول

مولانا نورالحق دہلوی (م ۱۰۷۳ھ) بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صحیح البخاری کی فارسی میں شرح لکھی۔ مطبع علوی محمد علی بخش خان مکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔ تاہم متداول اور مقبول ہونے کی

وجہ سے اس کے کئی خطی نسخے ملتے ہیں۔ گیلانی لاہوری اُچ شریف میں ایک اچھا نسخہ موجود ہے۔ زیر
نظر نسخہ ۱۲۷۷ھ میں کتابت کیا گیا تھا۔ کاتب نے آخر میں قطعہ تاریخ لکھا ہے :

شدم چون فارغ از تحریر و قمش
دہم شد طالب تاریخ ختمش
سردش از ناگہاں فرمود ویرا
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

۱۲۷۷ھ

جلد اول آغاز سے لے کر کتاب الصوم تک ہے۔

اشعة اللمعات

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کی مشہور تصنیف شرح مشکوٰۃ المصابیح ہے۔ مکمل
نسخہ تین جلدوں میں ہے۔ دنیا کے اکثر کتب خانوں میں اس کے نسخے ملتے ہیں۔
کتاب خانہ فاضلیہ کانسخہ اوسط درجے کے خط نستعلیق میں کتابت ہوا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کے
متن کو واضح کرنے کی خاطر اُس پر سرخ خط کھینچے گئے ہیں کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔
مکمل نسخہ تین جلدوں پر حاوی ہے۔

جلد اول از آغاز تا باب الذکر بعد الصلوٰۃ

جلد دوم از کتاب الزکوٰۃ تا کتاب المناسک

جلد سوم از کتاب البیوع تا آخر

چند اوراق افتادہ ہیں۔ جلد اول پر مالک کتاب "محمد ابراہیم" کی مہر ثبت ہے جس میں ۱۱۱۶ھ
مندرج ہے۔ دوسری جلد میں کتاب کی قیمت کے بارے میں یہ یادداشت درج ہے۔ "مالک
محمد ابراہیم ہر سہ جلد ہشتاد روپیہ عالمگیری"۔ تیسری جلد پر حافظ عبدالقادر عبدالمجید ۱۱۸۲ھ کی
مہر ثبت ہے۔

نور المعرفت شرح شمائل ترمذی

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی تالیف "شمائل" یا "شمائل ترمذی" بہت مشہور ہے۔ مدلس عربیہ پاک دہند میں داخل نصاب رہی ہے۔ اس کے شروح و حواشی کثرت سے لکھے گئے ہیں۔

مؤلف نے اپنا نام نہیں لکھا البتہ صفات نسبی تاسکندی نقشبندی "درج کی ہیں۔ نسخہ پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں البتہ کاغذ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہویں صدی ہجری کی مکتوبہ ہے۔

مؤلف نے وجہ شرح ان الفاظ میں لکھی ہے: "خواندان اود شمائل" برای مہمات محرب اکابر است..... نفع ای کتاب مثل آفتاب عالم تاب بود شرح آن بہ لغت فارسی کرد بتوفیق اللہ تعالیٰ.... نور المعرفت نامش قرار ساخت "

عربی عبارت نسخ میں لکھی گئی ہے اور شرح نستعلیق میں درج ہے نہایت خوبصورت نسخہ ہے۔ مؤلف (شرح) نے شرح سے پہلے تمہید لکھی ہے جو درج ذیل چھ فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول در الفاظ مصطلحہ ائمہ حدیث۔ فصل دوم در فضیلت اتباع سنت نبوی۔
فصل سوم در دانستن حدیث۔ فصل چہام در آداب راوی۔
فصل پنجم در آداب طالب حدیث۔ فصل ششم در بیان کتابت حدیث۔

نور سمدی

"نور سمدی" قرآن مجید کے رسم الخط پر بہترین تالیف ہے۔ ہر سورہ میں اہم الفاظ کے رسم الخط پر گفتگو کی گئی ہے۔ رکوع، آیات، کلمات، حروف اور قاریان قرآن کے درمیان اختلافات کا شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح اعراب، ضمہ، کسرہ، نصب، جزم، تشدید، مدات وغیرہ کا شمار کیا گیا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ اعداد و شمار درست ہیں یا نہیں تاہم کچھ اعداد

ضرور دے دیئے گئے ہیں۔

مؤلف کا نام اور سالِ تالیف معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ نسخہ ۱۲۸۹ھ میں گل محمد نامی کاتب نے کتابت کیا ہے۔

معیار الحقائق فی شرح کنز الدقائق

جلد اول

کنز الدقائق، علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن محمد نسفی (م ۱۰۷۰ھ) کی مشہور فقہی تالیف ہے۔ برصغیر کے مدارس عربیہ میں شامل نصاب ہے کثرت سے اس کی شرحیں اور حواشی لکھے گئے ہیں مگر مقبول شرح میں سے ایک ”معیار الحقائق“ ہے۔ یہ ضیاء الدین محمد بن میر محمد اللہ حسنی حنفی کی تالیف ہے۔ شارح نے اسے دو سال کی مدت میں مکمل کیا تھا۔

کتاب خانہ فاضلیہ کا نسخہ ”سید مرتضیٰ ولد سید عبدالہادی ساکن قصبہ بھجرات شاہ دولہ“ نے اپنے لئے لکھا تھا۔ سید مرتضیٰ، نواب اللہ داد صوبہ لنگرکوٹ کے ہاں ملازم تھا۔ اُس نے یہ نسخہ پشاور میں ربیع الاول ۱۱۰۵ھ میں کتابت کیا تھا۔

خط نسخ کا یہ عمدہ نمونہ ہے۔ البتہ طرز کتابت سے احساس ہوتا ہے کہ کچھ حصہ دوسرے کاتب نے لکھا ہے، جلد اول مکمل ہے۔ جلد دوم کا ابتدائی حصہ بیچ کے مسائل پر مشتمل ہے۔

”معیار الحقائق“ مطبوعہ ہے۔

ترغیب الصلوٰۃ

ترغیب الصلوٰۃ فقہ حنفی کی اہم کتاب ہے جو محمد بن احمد الزاہد نے ابوالمنظر محمد شاہ کے عہد میں تالیف کی اور اس کے نام معنون کی ہے۔ موضوع کتاب نماز اور اس کے مسائل ہے۔ اس کتاب کا ماخذ ایک سوچہ (۱۰۶) کتابیں ہیں۔

کتاب تین قسموں پر منقسم ہے اور ہر قسم فصلوں میں بٹی ہوئی ہے۔

”ترغیب الصلوٰۃ“ کے خطی نسخے کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان

رادلپنڈی اور انجمن ترقی اُردو کراچی میں موجود ہیں۔ کتاب خانہ فاضلیہ کا نسخہ ”محمد نعیم“ نے ۱۱۱۱ھ میں کتابت کیا ہے۔ عام عبارت خط نستعلیق میں ہے البتہ عربی عبارات نسخ میں کتابت کی گئی ہیں۔

تحفۃ النصائح

تحفۃ نصائح، محمد یوسف گدائی کی کاوش طبع کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے یہ نظم ۱۲۹۵ھ میں اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے لکھی تھی۔ اس نظم میں اخلاق و آداب اور امور شریعت کے متعلق نصیحت کی ہے۔ کتاب خاصی مقبول و متداول ہے۔ اس کے خطی نسخے اکثر کتاب خانوں میں ملتے ہیں۔ کتاب خانہ فاضلیہ کے نسخہ پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت اور حوری درج ہے یعنی دن اور ماہ تو لکھ دیا گیا ہے مگر سال نہیں لکھا گیا۔ یہ نسخہ کسی ”عبداللہ خان“ کے لئے لکھا گیا تھا۔ کاتب نے خاصی غلطیاں کی ہیں۔

مکاشفات رضوی

مثنوی مولانا روم کی مختصر شرح ”مکاشفات رضوی“ محمد رضا کی تالیف ہے جو ۱۰۸۴ھ میں مکمل ہوئی۔ مؤلف نے نام تالیف کے بالے میں لکھا ہے :

”چوں کلمہ رضا جزو علم و دیعت ارادت بندہ بدامن ارشاد حضرت

امام رضا مستحکم است۔ ایں مکاشفات رضوی موسوم گردانید“

ناقص الآخر نسخہ ہے اس لئے کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ اب رسیدہ او کرم خوردہ نسخہ ہے لیکن متن کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ مثنوی کے اشعار سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ پہلے ورق پر ”برہان الدین“ نام کی مہر ثبت ہے۔

اسرار مثنوی و النوار معنوی

دفتر سوم

مولانا روم کی مثنوی کو حلقہ صوفیاء میں جو مقبولیت حاصل ہے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

بحرث شروح و حاشی مکھے گئے ہیں۔ مولانا بحر العلوم فرنگی محلی کی شرح خاصی مشہور ہے۔
 عبداللہ خویشگی قصوری متخلص بہ عبدی مولف معارج الاولایت نے مثنوی کی شرح "اسرار مثنوی و
 انوار معنوی" کے نام سے لکھنا شروع کی، فاضل نوجوان برادرِ م جناب محمد اقبال مجددی نے عبداللہ
 خویشگی قصوری کے احوال و آثار پر محققانہ کتاب تالیف کی ہے۔ انہوں نے "اسرار مثنوی و انوار
 معنوی" کے بارے میں لکھا ہے :

"اس شرح کے جتنے بھی قلمی نسخے پائے جاتے ہیں وہ صرف دفترِ اول کی شرح

پر مبنی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبدی نے عدم فرصتی کی وجہ سے صرف دفترِ اول

ہی کی شرح لکھی یا باقی دفتروں کی شرح ہم تک نہیں پہنچی: (ص ۱۰۵)

نسخہ زیرِ نظر شرح مثنوی "اسرار معنوی و انوار معنوی" دفتر سوم ہے۔ ۱۱۰۲ھ میں عبداللہ خویشگی

نے اپنے بھتیجے بدرالدین محمد کے اصرار پر دفتر سوم کی شرح لکھی۔ نسخہ پر کاتب کا نام اور تاریخ
 کتابت درج نہیں ہے۔ تعلقِ آمختہ یا شکستہ کا عمدہ نمونہ ہے۔ مالک کتاب عبدالخالق خلف
 حافظ اللہ بخش نے تین روپے میں یہ نسخہ خریدا تھا۔

نظم معنوی

مثنوی مولانا روم کے تتبع میں کہی گئی نادر الوجود نظم ہے۔ یہ نظم "قدوس" نے لکھی: "قدوس" کے
 حالات پر اس سے زیادہ روشنی نہیں پڑتی کہ وہ حضرت شیخ یحییٰ انکی کامرید تھا۔ اشعار میں لکھنا:

بادکن از انتساب سالکان شیخ یحییٰ در ایک قطبِ جہان

بندہ قدوس بانیِ اعتقاد شدمریدِ شیخ یحییٰ بامراد

شیخ یحییٰ انکی معروف بہ حضرت جی بابا سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے ان کے حالات

تذکرہ صوفیائے سرحد اور تذکرہ علماء و مشائخ سرحد میں تفصیل سے درج ہیں۔

قدوس نے یہ نظم ۱۱۵۰ھ میں لکھی۔

سال ایں تصنیف را ظاہر کنم درمہ ذی حجبہ روز ہفتم

یکصد و پنجاہ دہست یکہزار مرضی حق جملہ آمد و شمار

کاتب کا نام درج نہیں البتہ کتابت ۱۱۷۵ھ میں کی گئی۔ نہایت خوش خط لکھا ہوا نسخہ ہے۔ البتہ پیوند کاری کی وجہ سے بعض اشعار ضائع ہو گئے ہیں۔ اشعار کی تعداد ۳۱۶ ہے۔

ایں ہمہ ابیات و در متن کتاب شانزدہ باسیصد اند در حساب

یہ نسخہ میاں شیخ محمد ضیا بن محمد جمال ولد کرم داد کے لئے لکھا گیا تھا۔ ابیات کے درمیان جگہ خالی ہے غالباً باب یا فصل کا عنوان لکھنے سے رہ گیا ہے۔

”نظم معنوی“ عرفان و تصوف اور سلوک کے مسائل پر لکھی گئی ہے۔ زبان سادہ اور ڈال ہے۔

نقد النصوص فی شرح نقش النصوص

محی الدین ابن عربی نے ”فصوص الحکم“ لکھی پھر خود ہی اس کا خلاصہ ”نقش النصوص“ کے نام سے تیار کیا۔ مولانا عبدالرحمان جامی (م ۸۹۷ھ) نے اس کی شرح ”نقد النصوص“ لکھی۔ یہ شرح ۸۹۳ھ میں لکھی گئی تھی۔ ”نقد النصوص“ کے نسخے عام ہیں۔

رک : فہرست مخطوطات شیرانی ج سوم ص ۶۷۲-۶۷۳

فہرست نسخہ های خطی کتاب خانہ گنج بخش جلد دوم ص ۵۹۲-۵۹۵

تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ص ۱۳۸/د

کتاب خانہ فاضلیہ کانسخہ ناسخۃ خط تعلیق میں کتابت ہوا ہے۔ سال کتابت ۹۷۵ھ

ہے۔ کاتب نے شکستہ خط میں لکھا ہے۔

”قد تمت هذا الكتاب من يد المفتقر الى الله الصمد..... ولی احمد عفی عنہ

نہار الثامن عشر فی شهر رمضان المعظم ۹۷۵ھ“

کاتب نے خط طغرایی میں دستخط بھی کئے ہیں۔

نفحات الانس من حضرات القدس

”نفحات الانس من حضرات القدس“، مولانا عبدالرحمان جامی (م ۸۹۷ھ) کی مقبول و متداول

تالیف ہے۔ انہوں نے یہ کتاب عبدالرحمان محمود بن حسین المسلمی یشاپوری کی طبقات الصوفیہ کی مدد سے ۸۸۱ھ اور ۸۸۲ھ کے درمیان لکھی، صوفیائے کرام کے تذکرہ میں اسے جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ طبقات الصوفیہ کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔

”نقحات الانس کے خطی نسخے دنیا کی اکثر لائبریریوں میں موجود ہیں۔

رک : لباب المعارف العلمیہ جلد اول ص ۸۸۹۔

تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ص ۱۲۵۔

فہرست نسخہ های خطی کتابخانہ گنج بخش۔ راولپنڈی جلد دوم ص ۵۸۸-۵۹۳۔

فہرست مخطوطات شیعہ ص ۲۷۶۔

فہرست مخطوطات فارسی کتب خانہ مولانا محمد علی مکھڑی ص ۱۳۔

فہرست مخطوطات شیرانی جلد اول ص ۸۲۔

کتب خانہ فاضلیہ کا نسخہ نہایت خوبصورت نستعلیق میں کتابت کیا گیا معمولی کرم خوردہ ہونے

کے باوجود مثالی ہے۔ کاتب کا نام ”الداد“ ہے جو قصور کار بنے والا تھا۔ لکھتا ہے :

”تمت بعون الله الوهاب هذا الكتاب بيد الضعيف التحييف خاکیائی قدم مبارک

درویشان راہی الله داد ساکن قصبہ قصور در روز پنجشنبہ فی شہر ربیع الآخر تم :

مکتوبات صدی

مکتوبات صدی، شیخ شرف الدین یحییٰ میری (مخدوم الملک) کے رشحاتِ قلم میں سے ہے۔

انہوں نے یہ تسوخطوط اپنے مرید قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کے نام لکھے ہیں جو معروفیات کی وجہ سے

حاضر خدمت نہیں ہو سکتا تھا۔ مکتوبات زیادہ تر ۷۴ھ میں لکھے گئے تھے ان مکتوبات میں

مکتوب الیہ کو تصوف و سلوک کے تمام اہم مسائل کی تعلیم دی گئی ہے۔ مکتوبات کے نسخے مختلف

کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ اصل فارسی اور اردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔

کتب خانہ فاضلیہ کا نسخہ خوبصورت نستعلیق میں میر علی اکبر نے ۱۱۵۵ھ میں کتابت کیا تھا۔

صحت کتابت اور خوبصورتی کے لحاظ سے نہایت عمدہ ہے۔

منتخب المناقب

حافظ احمد یار ساکن پاک پٹن نے خواجہ سلیمان تونسوی چشتی (م ۷ صفر ۱۲۶۷ھ) کی مناقب میں کتاب مناقب شریفہ لکھی۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی اس کتاب کو بہت پسند کرتے تھے اور انہوں نے مولانا یار محمد دلتاج محمد کو مناقب شریفہ کا اختصار تیار کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ مولانا یار محمد نے افادہ عوام کے لئے آسان زبان میں اختصار کیا۔

کتاب فضل احمد نے ۱۸۸۷ء/۱۴۰۴ھ میں کتاب مکمل کی۔

مجموعہ رسائل و ہدایہ

یہ نسخہ عبید الاحرار محمد بن محمود الملقب بدہار کے عرفان و تصوف کے موضوع پر لکھے گئے رسائل کا مجموعہ ہے۔ آخری ورق پھا ہوا ہے جس پر نام کاتب تاریخ کتابت اور دوسری ضروری تفصیلات، ہو سکتی تھیں۔

جملہ رسائل ایک قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ نہایت عمدہ نستعلیق خط ہے۔ صحت کتابت کے لحاظ سے معیاری کتابت ہے۔ رسائل کی تفصیل یہ ہے :

- ۱۔ اخلاصہ الرحمان فی تاویل خطبۃ البیان - ۲۔ رسالہ در اثبات واجب۔
- ۳۔ اشراق النیرین - ۴۔ در یتیم۔
- ۵۔ الف الانسانیہ (تفسیر عرفانی سورہ الشرح والضحیٰ)۔

آورد نصیریہ

دن رات کے مختلف اوقات میں کیا اوراد و وظائف پڑھنے چاہئیں؟ صوفیاء اور اہل دل کی دلچسپی کا مرکز ہے ہیں۔ مولف کتاب ہذا نے دن کے مختلف اوقات میں آورد و

و خلاف کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ کس ماہ میں کون سا ذکر زیادہ نوثر ہے۔
 ”اورادِ نصیرہ“ کے مرتب کا نام مذکور نہیں۔ البتہ کتابت ”سراج الدین احمد“ نے شعبان
 ۱۲۹۴ھ میں کی۔ جدو لیں ”احمد حسن“ نے کھینچی ہیں۔ ترقیمہ بایں الفاظ درج ہے :
 ”نسخہ وظیفہ اورادِ نصیرہ حسب الارشاد جناب خان صاحب فتح جنگ اہل کار
 اجلاس خاص ریاست مالیر کوئلہ بہ تاریخ بست ہشتم اگست ۱۸۷۷ء مطبعت
 ہشتدہم ماہ شعبان ۱۲۹۴ھ۔ تحریر یافت۔“
 فارسی متن نستعلیق میں ہے اور عربی عبارات نسخ میں کتابت کی گئی ہیں۔

جواہر محمویہ

زیر نظر نسخہ تاج محمود بن عثمان کی تالیف ہے۔ اُن سے محمود نامی شخص نے استدعا کی کہ مختلف
 علوم کے فوائد لکھے جائیں۔ مؤلف نے اس استدعا کو منظور کرتے ہوئے یہ کتاب لکھی۔ کتاب چودہ
 ابواب (جواہر) پر مشتمل ہے مختلف علوم کی اہم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔
 الجوہر الاول فی علم الکلام۔

الجوہر الثانی فی علوم القرآن وما هو بمنزلۃ الاصول التفسیر۔

الجوہر الثالث فی علم التفسیر۔ الجوہر الرابع فی علم اصول الحدیث۔

الجوہر الخامس فی علم الحدیث۔ الجوہر السادس فی علم اصول الفقہ۔

الجوہر السابع فی علم الفقہ۔ الجوہر الثامن فی علم النحو۔

الجوہر التاسع فی علم الصرف۔ الجوہر العاشر فی علم المنطق۔

الجوہر الحادی عشر فی علم المعانی۔ الجوہر الثانی عشر فی علم البیان۔

الجوہر الثالث عشر فی علم المعانی۔ الجوہر الرابع عشر فی علم الحکمۃ۔

الخاتمہ فی مسائل متفرقہ۔

کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔

فرہنگ ابراہیم شاہی

فارسی زبان کے اس لغت کے مرتب کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ مؤلف نے یہ لغت عبدالبرہیم لودھی (۱۵۱۷ھ/۹۲۳ھ — ۱۵۲۶ھ/۹۳۲ھ) میں مرتب کیا تھا اور اُسی کے نام معنون ہے۔ کاتب عبداللہ بن عبدالعزیز، الحرم ۱۲۹۰ھ کو کتاب خانہ فاضلیہ کے نسخے کی کتابت سے فارغ ہوا۔ اوسط درجے کا تعلیق خط ہے۔ البواب کے عنوانات اولاً ام الفاظ سرخی سے لکھے گئے ہیں۔

فرہنگ میں صرف انہی الفاظ کا احاطہ کیا گیا ہے جو 'عربی' میں اور فارسی زبان و ادب میں مستعمل ہیں۔ فرہنگ ابراہیم شاہی کے خطی نسخے بہت کم ملتے ہیں۔ ایک نسخہ سلطان ٹیپو شہید کے کتب خانے میں موجود تھا۔ فہرست کتب خانہ کے مرتب چارلس سٹوارٹ نے فہرست میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فرہنگ کا خطی نسخہ خط شکستہ میں لکھا گیا ہے۔

فرہنگ ابراہیم شاہی کا ایک نسخہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک (ضلع پشاور) کے کتب خانہ میں راقم کی نظر سے گزرا ہے۔